بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۴۳/۸ | ۱۶ر وفا ۱۳۳۳ ہش - ۱۶ر جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۰۳

انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں جامعہ نصرت ربوہ کا شاندار نتیجہ

تیرہ طالبات میں سے بارہ کامیاب۔ ایک طالبہ نے فرسٹ ڈویژن اور پانچ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کیا

ربوہ ۱۵ر جولائی۔ محترمہ پرنسپل صاحبہ جامعہ نصرت ربوہ بذریعہ تار مطلع فرماتی ہیں کہ امسال جامعہ نصرت کی طرف سے ۱۳ طالبات ایف۔اے کے امتحان میں شریک ہوئی تھیں۔ جن میں سے بفضلہ تعالیٰ بارہ طالبات کامیاب ہوئیں۔ ایک طالبہ کے نتیجے کا اعلان فیس کے حسابات طے ہو جانے پر بعد میں کیا جائیگا۔ کامیاب طالبات میں سے ایک طالبہ نے فرسٹ ڈویژن اور پانچ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

ناصر آباد (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی صحت کے متعلق مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:۔

۱۲ر جولائی صحت اچھی ہے۔ مگر گرمی کی وجہ سے ضعف ہے۔

۱۳ر جولائی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

مصری اور برطانوی نمائندوں کی بات چیت

قاہرہ ۱۵ر جولائی۔ نہر سویز کے جھگڑے کے تصفیہ کے لئے برطانیہ نے جو نئی تجاویز پیش کی ہیں۔ آج قاہرہ میں برطانیہ اور مصر کے نمائندوں نے ان پر پھر غور کیا۔ مصری حلقوں کا خیال ہے۔ کہ آج یہ طے ہو جائیگا۔ کہ آیا موجودہ تجاویز کی بنیاد پر بات چیت جاری رہنی چاہیئے۔ یا نہیں۔ اس سے پہلے خبر آ چکی ہے۔ کہ مصر نے برطانوی تجاویز کی جگہ ...

ہند چینی میں جنگی قیدیوں کی رہائی

ہنوئی ۱۵ر جولائی۔ ہند چینی میں جنگی قیدیوں کی پہلی جماعت کو آج رہا کر دیا گیا۔ ان قیدیوں کو ویٹ منہ اور فرانسیسی سمجھوتہ کے بعد رہا کیا گیا ہے۔ ویٹ منہ نے فرانس کے سو اور فرانس نے بھی ویٹ منہ کے اسی قدر قیدی رہا کئے ہیں۔ ویٹ منہ نے فرانس کے وہ قیدی رہا کئے ہیں۔ جو ڈین بن فو کی لڑائی میں قید ہو گئے تھے۔

مانڈیز فرانس کی ایڈن سے بات چیت

جنیوا ۱۵ر جولائی۔ جنیوا میں فرانس کے وزیر اعظم و وزیر خارجہ مسٹر مانڈیز فرانس نے غیر رسمی بات چیت شروع کر دی ہے۔ آج انہوں نے برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن سے بات چیت کی۔ انہوں نے کمیونسٹوں سے بھی بات چیت کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔

کرنل ارماس کا نیا حکم

گوئٹے مالا ۱۵ر جولائی۔ گوئٹے مالا کی نئی حکومت کے سربراہ کرنل ارماس نے حکم جاری کیا ہے۔ کہ کمیونسٹ ملازمین سرکاری اور میونسپل اداروں سے برطرف کر دیئے جائیں۔

گورنر جنرل اور وزیر اعظم حج کو جائیں گے

کراچی ۱۵ر جولائی۔ گورنر جنرل مسٹر غلام محمد ایبٹ آباد سے آج کراچی پہنچ گئے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ اور وزیر اعظم مسٹر محمد علی اگست کی ۵ تاریخ کو حج کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہو جائیں گے۔

عالمی بنک کے زیر اہتمام نہری پانی کے متعلق دوبارہ بات چیت ۱۰ اگست کو شروع ہوگی

اگر ضرورت پڑی تو نئی نہریں کھودنے میں میں بھی قوم کے ساتھ شریک ہوں گا

کراچی میں وزیر اعظم پاکستان کی پریس کانفرنس

کراچی ۱۵ر جولائی۔ آج کراچی میں وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے ایک پریس کانفرنس میں اخباری نمائندوں کو بتایا۔ کہ عالمی بنک کے زیر اہتمام نہری پانی کے جھگڑے کے متعلق اگست کی ۱۰ تاریخ کو دوبارہ بات چیت شروع ہوگی۔ یہ بات چیت صرف کچھ دنوں کے لئے ملتوی کی گئی ہے۔ آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ پاکستان نے عالمی بنک سے کہا ہے۔ کہ اس نے جو تجویزیں پیش کی ہیں۔ ان کے قابل عمل ہونے اور تمام پہلوؤں کا موقع پر مطالعہ کرنے کے لئے ماہروں کی ایک جماعت بھیج جائے۔ یہ ماہرین مختلف ملکوں سے لئے جا سکتے ہیں۔ وزیر اعظم نے بتایا۔ کہ اب حکومت وزیر خارجہ کے واپس آنے کا انتظار کر رہی ہے۔ وہ واشنگٹن سے پاکستان روانہ ہو چکے ہیں۔ اور یہاں پہنچ کر صورت حال کے بارہ میں رپورٹ پیش کریں گے۔ آپ نے یقین دلایا کہ حکومت اس معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر رہی ہے۔ اور اس کے حل کے لئے مناسب موقع کا ایک حد تک ہی انتظار کر سکتی ہے۔ وہ ایک عرصہ سے سچے دل سے کوشش کر رہی ہے۔ کہ یہ معاملہ منصفانہ اور پر امن طریقہ پر حل ہو جائے۔

وزیر اعظم نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ہندوستان کے دریائے ستلج کے پانی کا رخ پھیرنے کی کارروائی کا اثر اس وقت بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ اور ستمبر میں اور بھی زیادہ نقصان کا موجب ہوگا۔ مجھے تو اس وقت پیدا ہونے والے نتائج کا تصور کر کے ہی خوف آنے لگتا ہے۔ حکومت ہنگامی صورت حال سے نپٹنے کے لئے ہر ممکن کارروائی کرے گی۔ ممکن ہے۔ کہ میں قوم سے اپیل کروں۔ کہ اب نئی نہریں کھودی جائیں۔ جب یہ وقت آئیگا۔ تو میں بھی قوم کے ساتھ نہریں کھودنے کے کام میں شریک ہوں گا۔ وزیر اعظم نے بتایا۔ کہ پانی کی قلت برداشت کرنے کے معاملہ میں تمام صوبوں کو یکساں سمجھا جائے گا۔ اسی طرح جب پانی کی قلت دور ہو جائیگی۔ تب بھی پانی کی تقسیم میں تمام صوبوں کو یکساں درجہ دیا جائیگا۔ خواہ انہوں نے پانی کی بہم رسانی کے الگ انتظامات کئے ہوں یا نہ کئے ہوں۔

وزیر اعظم سے سوال کیا گیا۔ کہ جب ہندوستان کے ارادے معلوم تھے۔ تو پہلے ہی سے کیوں مناسب کارروائی نہ کی گئی۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس مسئلہ پر ہندوستان سے شروع سے بات چیت جاری تھی۔ ہمیں اعتماد تھا۔ کہ وہ بین الاقوامی وعدے اور ذمہ داریاں پورا کرنے کے لئے دیانتداری سے کام لے گا۔ لیکن ہماری تمام امیدیں غلط ثابت ہوئیں۔ ہندوستان نے نہری پانی کا رخ بدل کر ایک ایسا قدم اٹھایا ہے۔ کہ اس سے اس علاقہ کا امن خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہندوستان نے اس طرح اس سمجھوتہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ جس کے تحت اس نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جب ضروریات کے لئے اس وقت پاکستان میں جس مقدار میں پانی استعمال کیا جا رہا ہے۔ کوئی قطعی فیصلہ ہونے تک اسی مقدار میں کمی نہیں کی جائے گی۔

آخر میں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ حکومت پاکستان ملک کے مفاد کے تحفظ کے لئے ہر طریقہ پر عمل کرے گی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اس جھگڑے کو منصفانہ اور پر امن طور پر حل کرنے کے لئے برابر اپنی کوشش جاری رکھے گی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور ۱۵ر جولائی۔ (بوقت نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:۔

"رات حضرت میاں صاحب کو اچھی نیند آ گئی۔ اور آج دن بھر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ طبی لحاظ سے بھی دل کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرق پڑ رہا ہے۔ مگر پوری صحت پر آنے کے لئے ابھی کچھ وقت لگے گا۔ احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں"۔

(ڈاکٹر مرزا منور احمد)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر دفتر الفضل میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تم دعا کرو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا

عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدعاء ھو العبادۃ ثم قرأ وقال ربکم ادعونی استجب لکم (سنن ابن ماجہ)

ترجمہ:- نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعا عبادت ہی ہے۔ پھر آپ نے کہا تمہارا رب فرماتا ہے۔ تم میرے حضور دعا کرو۔ میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔

جلسہ سالانہ کی تقاریر کے متعلق ضروری اعلان

امسال بھی حسب دستور سابق جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۵۳ء کے آخری ہفتہ میں منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ گذشتہ سال ۱۹۵۲ء میں جماعت کے فاضل مقررین نے مندرجہ ذیل عنوانات پر تقاریر فرمائی تھیں۔

(۱) ذکر حبیب۔ (۲) جماعت احمدیہ انڈونیشیا کے حالات۔ (۳) محبت الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم۔ (۴) قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں (۵)۔ تربیت کے لحاظ سے ہماری ذمہ داریاں۔ (۶) اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق پیشگوئیاں (۷) بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات۔ (۸) اسلام اور تزکیہ نفس (۹) تجارت کے متعلق اسلامی تعلیم (۱۰) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا پس منظر۔ (۱۱) شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم (۱۲) مذہبی آزادی کے متعلق اسلام کا نقطۂ نظر۔

اس سال کے جلسہ کے لئے اگر کوئی دوست موضوع تقاریر کے متعلق مشورہ دینا چاہیں تو آخر اگست ۱۹۵۳ء تک اپنی تجاویز نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ اس سلسلہ میں یہ امر ملحوظ رکھا جائے کہ مضامین حتی الوسع مندرجہ ذیل مستقل عنوانات کے ماتحت تجویز کئے جائیں۔

(۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) فلسفہ احکام شریعت (۳) دیگر مذاہب پر علمی تبصرہ (۴) مسئلہ ختم نبوت (۵) وفات مسیح ناصری علیہ السلام (۶) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۷) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں (۸) مسئلہ خلافت (۹) علم الکلام (۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (۱۱) عقائد احمدیت پر اعتراضات کے جواب (۱۲) جدید تحریکات (۱۳) تبلیغ اسلام در احمدیت (۱۴) جماعت احمدیہ کی تعلیم و تربیت۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ)

دعائے مغفرت

برادرم خان ضیاء الحق خانصاحب (آف فیض اللہ چک) آرڈیننس آفیسر کراچی کی بیگم صاحبہ محترمہ افتخار بیگم مورخہ ۱۲/۷ کو کوئٹہ میں صبح ۵ بجے وفات پا گئیں۔ ملکی تقسیم کے بعد اس خاندان کے اکثر افراد کوئٹہ میں سکونت پذیر ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں ان کی نعش کو اسی دن صندوق میں بند کر کے بذریعہ کار ربوہ کے لئے روانگی کا انتظام کیا گیا۔ پہاڑی علاقہ اور برسات کا موسم ہونے کی وجہ سے راستہ میں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور ایک پل پر سے ٹریفک بند ہونے کی وجہ سے تین صد میل کا چکر کاٹنا پڑا۔ راستہ میں ایک کار خراب ہو جانے پر دوسری کار کا انتظام کیا گیا۔ اور یہ نعش مورخہ ۱۴/۷ کو بعد دوپہر ربوہ پہنچی۔ جہاں نماز جنازہ ادا کر کے عصر کی نماز کے بعد مرحومہ کو موصی احباب کے قبرستان میں دفنا یا گیا۔ مرحومہ نماز روزہ کی بہت پابند تھیں۔ اسی طرح اپنے گاؤں میں سب سے پہلی عورت تھیں۔ جس نے حضرت حافظ نور محمد صاحب سے باترجمہ قرآن کریم ختم کیا تھا۔ احباب بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں

(ملک محمد عبداللہ منیجر الفضل لاہور)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا سچا عہد باندھو

اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر صالح بندوں کی۔ آپس میں اخوت اور محبت کو پیدا کرو۔ اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑو۔ ہر ایک قسم کے ہنسی اور تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ۔ کیونکہ تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آؤ۔ ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کر لو۔ اور اس کی اطاعت میں واپس آ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والے وہی ہیں، جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے ...... توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں۔

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے۔ اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام روکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا۔ اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے۔ مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں، اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں۔ ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا، کہ کوئی مویشی آ کر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں ڈال دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے، تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو، تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑ اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں۔ پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے، تو کتنی بازپرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے۔ تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا" (ملفوظات)

درخواستہائے دعا

خاکسار ایک عرصہ سے کئی قسم کی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ احباب جماعت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ سب مشکلات دور فرمائے اور اپنی ستاری کی چادر میں ڈھانپ لے۔ دینی اور دنیوی ترقیات عطا فرمائے۔ آمین۔ (خاکسار شیخ محمد علی انبالوی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چوڑکانہ منڈی)

(۲) میرے چھوٹے بھائی کو دیوار سے گرنے سے سر پر شدید چوٹ آئی ہے اور عزیزہ بعارضہ ٹائیفائڈ چند دنوں سے سخت بیمار بھی ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت سے کامل صحت یابی کی درخواست ہے۔

(محی الاسلام نسیم از بورے والا)

(۳) خاکسار کو مشکلات درپیش ہیں۔ احباب جماعت سے کامیابی کی درخواست ہے۔

مختار محمود احمدی ما حوالدار کلرک ریکارڈ ۱۳ الیف الیف رائفلیز ایبٹ آباد

(۴) عاجز کی والدہ محترمہ ایک لمبے عرصے سے بیمار چلی آ رہی ہیں اور اب تو کچھ عرصے سے بہت زیادہ تکلیف ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفا عطا فرماوے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ عاجز کو دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق دے آمین

(خاکسار عبدالکریم خان کماکو گڑھی علی اللہ منہ)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۶ وفا ۱۳۳۰ھش

54

مسلم لیگ کے داخلی اختلافات

ایک معاصر مسلم لیگ کی داخلی انتشار کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:۔

"سردار عبدالرب نشتر پاکستان مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے ہیں۔ انہوں نے فی الحال صرف اتنا بتایا ہے۔ کہ وہ مسلم لیگ کی مجوزہ کنونشن کے التوا کے خلاف بطور احتجاج مستعفی ہوئے ہیں۔ اور وہ مجلس عاملہ کے ۱۵ جولائی کے اجلاس میں شرکت کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اگرچہ انہوں نے "مناسب وقت پر" مفصل بیان جاری کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ مگر ان کے استعفے سے ہی مسلم لیگ کے اس داخلی انتشار کا اندازہ ہو سکتا ہے جس کی طرف ہم نے چند روز پہلے اشارہ کیا تھا۔ دراصل لیگ کنونشن کا التوا بھی اسی رسہ کشی کا نتیجہ تھا۔ موجودہ کنونشن کی تجویز مسلم لیگ کے اس دھڑے نے پیش کی جو اقتدار سے محروم ہے یہ تجویز اگرچہ برسراقتدار دھڑے نے تسلیم کرلی مگر اسکے نتائج سے وہ بجا طور پر بچنا چاہتا ہے۔ مجوزہ کنونشن اگر منعقد ہوئی تو لامحالہ برسر اقتدار مسلم لیگی لیڈروں کو مخالف دھڑے کی کڑی نکتہ چینی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اس سے مسلم لیگ کی کوئی اصلاح ہو یا نہ ہو مخالف دھڑے کو حصول اقتدار کے لئے اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کا بہرحال موقعہ مل جائے گا اور وہ اقتدار میں اپنا حصہ طلب کرنے کی کوشش کرسکے گا اس حقیقت سے تو اب کوئی بھی حقائق سے آگاہ مسلم لیگی انکار نہیں کرسکتا کہ مسلم لیگ کسی ایسی سیاسی جماعت کا نام نہیں۔ جس کے اراکین ایک پروگرام اور ایک اصول پر متفق ہوں۔ پرائمری مسلم لیگوں سے لیکر مرکزی مسلم لیگ کی عاملہ تک ہر جگہ دو دھڑے نظر آئیں گے۔ جن کے درمیان اقتدار ہی وجہ نزاع ہے۔ اس لئے مصالحت ممکن ہی نہیں۔ ایسی حالت میں نئے اور پرانے مسلم لیگیوں کی کنونشن کے انعقاد یا کوئی اور سیاسی حربہ استعمال کرکے مسلم لیگ کو حیات نو بخشنے کی توقع بے سود ہے"

سردار عبدالرب نشتر مسلم لیگی حکومت کے بڑے عہدوں پر تعینات رہ چکے ہیں۔ گورنر پنجاب کے علاوہ مرکز میں وزیر بھی رہے ہیں۔ وہ پرانے لیگی ہیں اور قائداعظم کی نظروں میں انہیں اچھی جگہ حاصل تھی۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ انہیں موجودہ حکومت سے کیا اختلافات ہیں۔ اپنے ساتھیوں سے اختلافات ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ ایک گھر کے ارکان میں بھی اختلافات ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں کہ بعض اختلافات کی بنا پر کوئی شخص پارٹی کی مجلسوں کی رکنیت سے استعفےٰ دے دے۔ اور یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔ کہ جب کسی پارٹی کی مجلس عاملہ سے کوئی رکن استعفےٰ دے تو مخالفین چہ میگوئیاں کرتے ہیں ایسا ہر جگہ ہوتا ہے۔ اور ملک کی پارٹیاں ایک دوسرے پر ایسے حالات میں طعنہ زنی کرتی ہیں۔ اس لئے سردار عبدالرب نشتر کا مرکزی مسلم لیگ کی مجلس عاملہ سے استعفےٰ دے دینا اور مسلم لیگ کی مخالف پارٹیوں کا مسلم لیگ پر اس بنا پر حملہ کرنا۔ اور اس کی اندرونی کمزوریوں کا چرچا کرکے عوام میں پارٹی کے خلاف بدظنیاں پیدا کرنا عام حالات میں کوئی انوکھی بات نہیں۔ مگر پاکستان کے موجودہ حالات میں جبکہ اس کے سامنے کئی نازک مسائل حل کرنے کے لئے بُری طرح پیش ہیں اور جبکہ ملک کے مختلف عناصر مسلم لیگی حکومت اور خود اس تنظیم کے ملیا میٹ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ کسی سمجھدار اور پرانے مسلم لیگی کے لئے یہ مستحسن نہیں کہ وہ کوئی ایسا اقدام کرے۔ جس سے پارٹی کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ اس میں شبہ نہیں کہ آج مسلم لیگ وہ مسلم لیگ نہیں رہی۔ جو قائداعظم مرحوم کے وقت تھی اور سردار نشتر کا یہ کہنا کہ "مجھے قائداعظم کی مسلم لیگ دو" بجا و درست ہے مگر سوچنے والی بات یہ ہے۔ کہ موجودہ مسلم لیگ وہ مسلم لیگ کیوں نہیں رہی۔ جو قائداعظم کے وقت تھی۔ وہ مسلم لیگ جس نے پاکستان حاصل کیا۔ کیا یہ ہر سچے مسلم لیگی کے لئے لمحہ فکریہ نہیں ہے؟ خاصکر سردار عبدالرب نشتر ایسے مسلم لیگی کے لئے۔ جنہوں نے تقسیم سے پہلے قائداعظم مرحوم کا ساتھ دیا۔ اور اس کام کو سرانجام دینے میں قائداعظم کا ہاتھ بٹایا۔ جس کو سرانجام دینے کا انہوں نے تہیہ کیا تھا۔

کیا وجہ ہے کہ قائداعظم کے ہاتھ میں مسلم لیگ اتنی طاقت ور تنظیم ثابت ہوئی کہ اس نے نہ صرف کانگرس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بلکہ انگریز کی سیاسی چالوں کو بھی ناکام بنا دیا۔ سردار صاحب سے اس وجہ کو بہتر کون جان سکتا ہے۔؟ دوسروں کو جانے دیجئے دوسروں کی تبدیلی ذہنیت کے تجزیہ کو رہنے دیجئے۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ سردار صاحب خود اپنے آپ پر غور کریں۔ اور دیکھیں کہ وہ خود بھی تو نہیں بدل گئے؟ دوسرے لفظوں میں کیا ان کے دل میں اتحاد و اتفاق کا وہی تصور اب بھی ہے جو قائداعظم مرحوم کے دل میں تھا۔ اور جس سے وہ خود بھی دوسروں کی طرح متاثر ہوئے کیا آج بھی ان کے نزدیک استحکام پاکستان کے لئے ضروری ہے کیا آج بھی وہ اس مقصد کے لئے اپنے ذاتی جذبات و نظریات کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں جیسی کہ انہوں نے اس وقت دی تھیں۔ جب وہ قائداعظم کے ساتھ شانہ بشانہ حصول پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے؟

ہمارا اس سے خدانخواستہ یہ مطلب نہیں ہے کہ سردار نشتر مسلم لیگ کے اس بنیادی اصول کو اب فراموش کر بیٹھے ہیں۔ اب وہ ملک وقوم کے تمام عناصر کی یکجہتی نہیں چاہتے اب وہ اپنی بیش بہا قربانیاں دے کر حاصل کئے ہوئے وطن کے استحکام کا ذریعہ مسلم لیگ کے ان اصولوں کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہمیں پورا یقین ہے۔ کہ وہ مسلم لیگ کے اس اصول کو اب بھی ملک وقوم کی نجات کے لئے لازمی خیال کرتے ہیں۔ ہمیں اس لحاظ سے ان کی ذہنیت میں کوئی نمایاں فرق محسوس کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ ہم محسوس کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ وہ اس اصول کی تکمیل کے لئے جو طریق کار اب اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ شائد وہ طریق کار نہیں ہے۔ جو قائداعظم مرحوم کا تھا۔ اور اس طرح خود سردار صاحب کا بھی تھا۔

ہم مانتے ہیں کہ آج بھی سردار نشتر قوم کی وحدت چاہتے ہیں۔ وہ ملک کے تمام عناصر کا پاکستان کے استحکام اور ترقی کے لئے اتحاد چاہتے ہیں۔ مگر آج ان کے عمل سے پہلے کی نسبت یہ فرق صاف نظر آتا ہے کہ مقصد اتحاد کے حصول کے لئے ان کی نظر پہلے کچھ محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ جہاں پہلے وہ قائداعظم کی ہمراہی میں کسی قسم کا امتیاز جائز نہیں سمجھتے تھے۔ آج وہ ایسے امتیازات کو اتحاد کے لئے اتنا خطرناک نہیں سمجھتے جتنا وہ پہلے سمجھتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں وہ شائد ان عناصر سے غیر محسوس طور پر متاثر ہوگئے ہیں۔ جو امتیازات کی بنا پر خود مسلم لیگ کے اصول اتحاد کو معاندانہ نظروں سے دیکھتے ہیں:۔

ہمارا یہ قیاس ہے جو ہم نے محض ظاہر حالات کے اندازوں سے لگایا ہے۔ یہ قیاس بے بنیاد ہو سکتا ہے۔ مگر یہ ظاہر حالات خواہ ان کا باطن کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو ایسے ضرور ہیں جیسا کہ مسلم لیگ کے مخالفین کی ان تنقیدوں سے ثابت ہوتا ہے۔ جو انہوں نے سردار صاحب کے مجلس عاملہ کے استعفےٰ کی بناء پر کی ہیں۔ جو مسلم لیگ کی پہلے ہی کمزور اور نازک صورت حال کو کمزور تر اور نازک تر بنا سکتے ہیں

مسلم لیگ مسلمانوں کی وہ سیاسی جماعت ہے۔ جس نے ہر تفریق و امتیاز سے بالا ہو کر جس نے ہر فرقہ بندی کو ٹھکرا کر ہر خیال اور عقیدہ کے مسلمانوں کے لئے اپنی آغوش وا کردی تھی۔ اور پھر ایسا متحدہ محاذ بنایا تھا۔ کہ معاندین کے خواہ اپنے ہوں یا بیگانے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ اور وہ کامیابی حاصل کی تھی کہ جس کی نظیر تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ آج بقول مخالفین مسلم میں داخلی اختلافات بڑھ گئے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو واقعی مخالفین کے لئے شادیانے بجانے کا موقعہ ہے۔ لیکن کیا مسلم لیگی، خاصکر پرانے مسلم لیگی ان مخالفین کو اگر جھٹلانا چاہیں تو نہیں جھٹلا سکتے؟ یقیناً وہ ایسا کرسکتے ہیں۔ اور اس کا طریق یہی ہے۔ کہ تمام مسلم لیگی خاصکر پرانے مسلم لیگی مسلم لیگ کو پھر ایک متحد و متفق جماعت بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے دلوں سے تمام وہ تنگ نظریاں حد بندیاں اور تفرقہ بازیاں اسی طرح نکال دیں جس طرح قائداعظم کے زیر اثر انہوں نے کی تھا اور کسی ذاتی یا نظریاتی مؤثر سے جو مخالفین مسلم لیگ کا طرہ امتیاز ہے اپنے آپکو متاثر نہ ہونے دیں یہی طریق کار ہے۔ اگر آج بھی اس پر عمل کیا جائے۔ تو مسلم لیگ ویسی ہی مضبوط اور فعال جماعت بن سکتی ہے جیسی کہ وہ پہلے تھی۔ اس لئے پرانے مسلم لیگیوں کو چاہیئے کہ وہ بجائے اس کے کہ وہ دوسروں سے کہیں کہ

اشتراکیت — عمل کے آئینہ میں

روس میں افلاس عدم مساوات اور خیالات و اعمال پر پابندی کے نظارے

باوجود بلند بانگ دعاوی کے اشتراکیت روس کی سرزمین میں ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی مہیا نہیں کر سکی۔ بلکہ وہاں بھی غربت اور افلاس موجود ہے۔ اور یہ غربت اتنی عام ہے کہ (۱) مرد تو کجا عورتیں بھی گداگری کو مجبور ہو جاتی ہیں (۲) خود روس کا دارالحکومت بھی اس افلاس سے محفوظ نہیں ہے۔ دور دراز کے پسماندہ علاقوں میں تو یقیناً حالت اس سے بھی خراب ہوگی

اشتراکیت اور افلاس

اشتراکیت کا سب سے بڑا وصف اور کمال جس کی دنیا بھر میں خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ اشتراکیت اپنے حلقہ اقتدار میں غربت اور افلاس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیتی ہے۔ اور دنیا کے غریب مظلوم اور پسماندہ طبقہ کے لئے آرام و آسائش کا ایک ایسا بہشت مہیا کر دیتی ہے۔ جس میں ہر شخص کے لئے روٹی کپڑے اور دیگر تمام ضروریات زندگی کا انتظام ہوتا ہے چنانچہ اشتراکیت کے حامی لکھتے ہیں:-

"آج آپ کو روس میں کوئی شخص بے روزگار نظر نہیں آئے گا۔ اور جو لوگ بوڑھے مریض یا کسی اور طرح سے کام کرنے سے معذور ہو گئے ہوں۔ انہیں حکومت کی طرف سے وظیفے ملتے ہیں"

(سوشلزم کی پہلی کتاب صـ۳۰)

"سوویٹ یونین کے ہر باشندے کے مندرجہ ذیل حقوق ہیں۔

.... ہر باشندے کا حق ہے کہ اسے بڑھاپے میں بیماری اور جسمانی اور دماغی معذوری کی حالت میں ضروریات زندگی حکومت کی طرف سے پوری ہوں"

(ایضاً صـ۶۶)

"سوشلسٹ سماج کسی بھی حالت میں مفت خوری کو برداشت نہیں کر سکتی"

(ایضاً صـ۷)

ان بیانات میں کس حد تک صداقت پائی جاتی ہے۔ اس کے لئے بھارت کے موجودہ وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کا ایک بیان پیش کیا جاتا ہے جو ان کے مشاہدہ پر مبنی ہے آپ اپنے سفر روس کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنی کتاب "سوویٹ روس" میں لکھتے ہیں:-

"انقلاب بازاروں میں گداگروں کا انتظام بھی اب تک نہیں کر سکا۔ اکثر بھکاری ہم سے سوال کرتے تھے بعض دفعہ نوجوان عورتیں جن کی بغل میں بچے ہوتے تھے بھیک مانگتی دیکھی گئیں" (سوویٹ روس صـ۳۱)

اس بیان سے ظاہر ہے کہ باوجود بلند بانگ دعاوی کے اشتراکیت روس کی سرزمین میں ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی مہیا نہیں کر سکی۔ بلکہ وہاں بھی غربت اور افلاس موجود ہے۔ اور یہ غربت اتنی عام ہے کہ (۱) مرد تو کجا عورتیں بھی گداگری کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں (۲) خود روس کا دارالحکومت بھی (جہاں پنڈت نہرو صاحب نے یہ نظارہ دیکھا) اس افلاس سے محفوظ نہیں ہے اور وہاں کے پسماندہ علاقوں میں تو یقیناً حالت اس سے بھی بد تر ہوگی۔

(۳) گورنمنٹ کا ایک معزز مہمان بھی اپنے چند روزہ قیام کے دوران میں اس افلاس کے نظارے "اکثر" دیکھ سکتا ہے۔ حالانکہ وہ دن رات سرکاری افسروں میں گھرا رہتا ہے۔ اور گورنمنٹ کی کوشش بالعموم یہ ہوتی ہے۔ کہ غیر ملکی مہمان کو حتی المقدور تصویر کا صرف روشن پہلو دکھایا جائے۔

جو لوگ بغیر سمجھے سوچے روس کے پروپیگنڈہ پر یقین کر لیا کرتے ہیں۔ وہ اس بیان کی روشنی میں اندازہ لگائیں۔ کہ روس میں کس حد تک ہر شخص کے لئے ضروریات زندگی مہیا کی گئی ہیں۔

روس کی مساوات

بالعموم یہ سمجھا جاتا ہے کہ روس کی سرزمین میں امیر غریب ادنیٰ و اعلیٰ اور چھوٹے بڑے کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ بلکہ ملک کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے ساتھ برابری اور مساوات کا سلوک کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ خیال بھی دیگر امور کی طرح ایک غلط اور باطل خیال ہے۔ پنڈت نہرو لکھتے ہیں۔

"کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کو جو حکومت کے تمام بڑے عہدوں پر قابض ہیں ۲۲۵ روبل ماہانہ تنخواہ ملتی ہے جو ہمارے یہاں کے تین سو روپے کے برابر ہے۔" (سوویٹ روس صـ۴۷)

"سوویٹ کے انتظام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اس حقیقت کو کھلے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ سوسائٹی میں ہمیشہ مختلف حیثیت کی جماعتیں شامل ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک جماعت کے اقتصادی مفاد مختلف ہوتے ہیں۔ جب تک یہ حالت قائم رہے گی۔ ہر ایک گورنمنٹ کو ان جماعتوں کی متناسب اہمیت کا لحاظ رکھنا پڑے گا۔" (صـ۳۴)

"انقلاب کے بعد ابتدائی ایام میں سوویٹوں میں صرف مزدور شامل تھے۔ بعد میں سپاہی اور ملاح شریک ہوئے۔ آخر میں کسان بھی شامل ہو گئے۔ لیکن کسانوں کو استحقاق نیابت نہیں دیا گیا۔ جتنا مزدوروں کو۔ کیونکہ مزدوروں کو نہایت ترقی یافتہ جماعت خیال کیا گیا۔" صـ۳۴

مندرجہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ:-

(۱) کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کو تین سو ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ یہ رقم یقیناً وہاں تنخواہوں کی عام شرح سے زیادہ ہے۔ گویا تنخواہ کے معاملہ میں اپنی پارٹی سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔

(۲) مختلف جماعتوں کے ساتھ ان کی اہمیت کے مطابق مختلف سلوک کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مزدوروں کو کسانوں اور ملاحوں سے زیادہ حق نیابت دیا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں ترقی یافتہ جماعت سمجھا جاتا ہے۔ ان امور کے پیش نظر کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ سرزمین روس میں مساوات اور برابری کا اصل برتا جاتا ہے۔

آزادیٔ رائے

آزادیٔ رائے انسانیت کا ابتدائی حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اشتراکیت کے موید دنیا کو تو یہی بتاتے ہیں کہ سوشلسٹ سماج میں ہر شخص کو ضمیر اور عقائد کی پوری پوری آزادی ہوگی۔ لیکن حقیقتاً انسانیت کے اس ابتدائی حق کو بھی روس میں بری طرح کچلا گیا ہے۔ مذہبی امور میں جو رواداری اور آزادیٔ رائے برتی جاتی ہے اس کی بھی ایک مثال پنڈت نہرو کے بیان سے ملتی ہے آپ لکھتے ہیں:-

"ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی ممانعت ہے" (سوویٹ روس)

گویا جو شخص مذہبی طور پر ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا قائل ہو اسے ایک ہی شادی پر مجبور کرنا کیا اس کا نام "ضمیر اور عقائد کی پوری پوری آزادی" ہے۔ یہ تو تھی مذہبی آزادی۔ سیاسی آزادیٔ رائے کا بھی یہی حال ہے۔ پنڈت نہرو لکھتے ہیں:-

"سوویٹ گورنمنٹ اپنے سیاسی مخالفوں کے ساتھ اور ان لوگوں کے ساتھ جن پر انہیں انقلاب کی جوابی سرگرمیاں کرنے کا شک ہو نہایت بے رحمانہ برتاؤ کرتی ہے۔" (صـ۹۷)

"سوویٹ حکومت کو مزدوروں کی مطلق العنانی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو حقیقت میں ایک ترقی کردہ جماعت کی مطلق العنانی ہے" (صـ۲۷)

گویا پنڈت نہرو کے نزدیک جو لوگ سیاسی لحاظ سے اشتراکیت سے مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ ان سے وہاں نہایت بے رحمانہ سلوک کیا جاتا ہے۔ اور روس کی حکومت ایک جمہوری حکومت نہیں بلکہ مزدوروں کی ایک مطلق العنان حکومت ہے۔ جسے دیگر پارٹیوں پر سیاہ و سفید کے اختیارات حاصل ہیں

یہ امور بطور مثال عرض کئے گئے ہیں۔ تاہم ہر بالغ نظر انسان ان سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اشتراکیت کا نظام دنیا کے سامنے جو دعوے پیش کرتا ہے۔ اس پر خود کس حد تک عمل کرنے میں کامیاب ہو سکا ہے۔ یہ جملہ امور پنڈت جواہر لال صاحب نہرو کی تحریروں سے پیش کئے گئے ہیں جو ان کے ذاتی مشاہدہ پر مبنی ہیں۔ اس لئے یہ تحریریں ایسی اہمیت اور وقعت رکھتی ہیں۔ جسے ایک کمیونسٹ بھی آسانی سے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ کمیونزم کے بانیوں نے غربا کی ہمدردی اور ان کی تمدنی اور اقتصادی زندگی کے معیار کو بلند کرنا اس تحریک کا مقصد قرار دیا تھا۔ اور یہ ایک نیک اور قابل تعریف مقصد ہے۔ لیکن چونکہ مذہب کی راہ نمائی انہیں حاصل نہ تھی۔ اس لئے ٹھوکر کھا گئے۔ اور ایسی خطرناک غلطیوں کا شکار ہو گئی۔ جو کبھی انہیں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیں گی۔

خورشید احمد

55

نہری پانی کا تنازعہ

ذیل میں نہری تنازعہ کا پس منظر دیا جا رہا ہے۔ جسے واشنگٹن کے پاکستانی سفارت خانے نے ایک کتابچے کی صورت میں شائع کیا ہے :۔

ورلڈ بنک آج کل سندھ طاس کے نہایت اہم مسئلے کا حل تلاش کرنے میں مصروف ہے۔ اس مسئلے کا کامیاب حل دنیا کی آبادی کے پانچویں حصے کو کئی نسلوں تک کے لئے برکتوں اور سعادتوں سے ہمکنار کر دے گا۔ اور ناکامی کی صورت میں اقوام متحدہ کے دو رکن ممالک کے درمیان ایک ایسی جنگ چھڑ جانے کا خطرہ ہے۔ جو نہ صرف ان دونوں ملکوں کے لئے تباہ کن ہو سکتی ہے۔ بلکہ پوری دنیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ مغربی پاکستان جو سندھ طاس کے زیرین پانی کو استعمال میں لاتا ہے۔ کی زندگی آبپاشی پر منحصر ہے۔ اس کی تیزی سے روز بروز بڑھتی ہوئی آبادی کو اس سارے پانی کی ضرورت ہے۔ جس کی مدد سے ماضی میں ۳ کروڑ دس لاکھ ایکڑ ریگستان کو دنیا کے سب سے زیادہ غلہ پیدا کرنے والے کھیتوں میں تبدیل کیا جا چکا ہے۔ اس وقت چار لاکھ سالانہ کے حساب سے مغربی پاکستان کی آبادی بڑھ رہی ہے۔ اور اس متعد افزوں آبادی کو خوراک فراہم کرنے کے لئے مزید پانی کی ضرورت ہے۔

ہندوستان میں تو دریا کے بالائی حصے کا دعویدار ہے۔ اگرچہ مغربی پاکستان سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔ تاہم اسے آبپاشی کے لئے مزید نہری پانی کی ضرورت ہے۔ اور سندھ کے بالائی حصہ پر قابض ہونے کی وجہ سے وہ اس کا سارا پانی اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ اور اس طرح پاکستان کو ہمیشہ کے لئے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ سندھ کے طاس میں بہت زیادہ پانی ہے۔ اس سے ساری موجودہ ضروریات پوری کی جا رہی ہیں۔ یا اور تعمیر و ترقی کے نئے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دونوں ملکوں کی ضروریات کس طرح پوری کی جا سکتی ہیں؟

نظام آبپاشی :۔

برطانیہ نے اپنی ہندوستانی مملکت کو قحط کے خوفناک چنگل سے جس نے ۱۹ ویں صدی کے دوسرے نصف میں ہر طرف ویرانی مچا رکھی تھی۔ بچانے کے لئے پنجاب اور سندھ میں دنیا کا سب سے بڑا آبپاشی نظام تعمیر کیا۔ پنجاب کے پنج دریاؤں (جہلم - چناب - راوی بیاس اور ستلج) سے جو دریائے سندھ کے معاون ہیں۔ جو نہریں نکالی گئیں۔ انہوں نے ۳ کروڑ ۶۵ لاکھ ایکڑ بنجر زمین کو ہندوستان کے اناج گھر میں تبدیل کر دیا۔ اگر اس علاقے کو ان پانیوں سے محروم کر دیا جائے۔ تو اس کے سونا اگلنے والے کھیت ریگستان بن کر رہ جائیں گے۔ یہ محض تخیل آرائی نہیں ہے۔ بلکہ پاکستان کے ان علاقوں میں یہ صورت حالات عملاً رونما ہو چکی ہے۔ جن کا نہری پانی ہندوستان نے ۱۹۴۸ء سے روک رکھا ہے۔

موجودہ مصارف :۔

اس نظام آبپاشی کا تناسب کیا ہے۔ اس کی حقیقت کو اس طرح سمجھئے۔ کہ سندھ طاس کے دریاؤں کا سالانہ اوسط بہاؤ ۱۶ کروڑ ۸۰ لاکھ کیوسک ہے۔ جو دریائے نیل کے بہاؤ سے دوگنا۔ دریائے کولوریڈو سے دس گنا اور زیرین دریائے ریو گرینڈ سے ۳۰ گنا ہے۔ ان دریاؤں میں جون جولائی اور اگست کے مہینوں میں پانی کی عظیم مقدار ہوتی ہے۔ جبکہ پہاڑوں پر برف پگھلتی اور مون سون کی بارشیں ہوتی ہیں۔ اس موسم میں فصلوں کو بہت کم پانی دیا جاتا ہے۔ اس لئے زیادہ پانی سمندر میں جا گرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان دریاؤں سے ۳ کروڑ ۶۵ لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے۔ جس میں ۳ کروڑ ۱۰ لاکھ ایکڑ زمین (۸۴.۹ فی صد) پاکستان میں ہے۔ اور ۵۹ لاکھ ایکڑ زمین (۱۵.۱ فی صد) ہندوستان میں ہے۔ سندھ کے طاس میں کل قابل کاشت ۸ کروڑ ۴۲ لاکھ ایکڑ زمین ہے۔ جس میں سات کروڑ ۸۴ لاکھ ایکڑ (۷۸ء۹۰) پاکستان میں اور ۷۶ لاکھ ایکڑ (۹ء۲۲ فی صد) ہندوستان میں ہے۔ اس وقت پاکستان سندھ طاس کے پانی کے ۹ء۸۴ فیصد حصے سے بہرہ ور ہو رہا ہے۔ حالانکہ وہ ۹۰ء۷۸ فی صد حصے کا حق دار ہے۔ لیکن ہندوستان ۹ء۸۴ فی صد پانی کو بھی کم کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اس عظیم نظام کی تعمیر میں برطانیہ نے بین الاقوامی قانون کے اصول کو مدنظر رکھا۔ یعنی بالائی حصے کا پانی استعمال کرنے والے زیریں حصے کے باشندوں کے حقوق کا تحفظ کر لیا جاتا تھا۔ جب ۱۹۴۲ء میں بالائی ستلج پر بھاکڑا ڈیم تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ تو صوبہ سندھ نے احتجاج کیا۔ کہ اس منصوبے سے پانی کے اس ذخیرے پر اثر پڑے گا۔ جو حسب دستور ستلج سندھ کو مہیا کرتا ہے۔ چنانچہ اس احتجاج پر غور کرنے کے لئے انڈس کمشن بیٹھا۔ اور اس نے بین الاقوامی اصولوں کا از سر نو جائزہ لیا۔ اور رپورٹ مرتب کی۔

تقسیم ملک کے وقت فریقین اس بات پر رضامند ہو گئے۔ کہ نئی بین الاقوامی سرحدیں متعین کرنے کے بعد پانی کی تقسیم میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاوے گی۔ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر نہرو اصرار کر رہے ہیں۔ کہ مشرقی پنجاب (انڈیا) نے اس تجویز کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ حالانکہ انہیں بالکل غلط اطلاع دی گئی ہے۔ کیونکہ پنجاب پارٹیشن کمیٹی کے شعبہ ب نے اپنی رپورٹ میں صاف طور پر کہا ہے۔

"کمیٹی اس بات پر متفق ہے کہ نہری پانی کے ان منظور کردہ حصوں میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاوے گی جن سے اس وقت دونوں خطے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں"۔

چونکہ فریقین اس بات پر رضامند تھے اسی لئے کوئی جھگڑا ہی نہ تھا۔ جسے اس ٹربیونل کے سامنے پیش کیا جاتا۔ جو برطانوی پارلیمنٹ نے تقسیم ملک سے ان پیدا شدہ جھگڑوں کو نپٹانے کے لئے مقرر کیا تھا۔ جنہیں پارٹیشن کمیٹی نے ناقابل حل قرار دے دیا تھا۔ لیکن نہروں سے متعلق متعدد دوسرے معاملات اس ٹربیونل کے سامنے پیش کئے گئے۔ اور ہر معاملے میں ثالثی فیصلہ اس بنیاد پر کیا گیا۔ کہ فریقین تقسیم ملک سے پہلے جس قدر نہری پانی استعمال کر رہے تھے۔ اسی طرح کرتے رہیں گے۔

چونکہ یہ ٹربیونل زیادہ مدت تک برقرار نہ رہ سکتا تھا۔ اس لئے ۳۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو جب اس کا کام مکمل ہو گیا۔ اسے ختم کر دیا گیا۔

نہروں کی بندش :۔

اگلے ہی دن یعنی یکم اپریل ۱۹۴۸ء کو مشرقی پنجاب (انڈیا) کے انجینئروں نے ہندوستان سے آنے والی ساری نہروں کو بند کر دیا۔ اس وقت ربیع کی فصل بونے کا موسم شروع ہو چکا تھا۔ اور خریف کی فصل کے لئے پانی کی شدید ضرورت تھی۔ معاملہ بے حد خطرناک تھا۔ کھڑی فصل کو جو نقصان عظیم پہنچ رہا تھا۔ اور کسان نئی فصل کی کاشت سے محروم ہو رہے تھے۔ یہ صورت حال ہر گزرنے والے دن کے ساتھ ملک میں بے چینی اور خوف پیدا کر رہی تھی۔ نہ صرف فصلوں کو بچانے کے لئے بلکہ نہری پانی کی بندش سے کسانوں (جن کی زندگی خطرے میں پڑ گئی تھی) کے اعتماد کو بحال رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی قدم اٹھانا ضروری تھا۔ اگرچہ وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہوتا۔

۳ اور ۴ مئی ۱۹۴۸ء کو دہلی میں ایک ایڈہاک اجتماع ہوا۔ جس کے دوران میں سنٹرل باری دوآب اور دیپالپور نظام کی نہروں کو از سر نو جاری کر دیا گیا۔ لیکن ریاست بہاولپور کی نہر اور ۹ چھوٹی نہریں اور ال نالے جو فیروز پور کے دو آبہ سے نکلتے اور پاکستان میں آتے ہیں بند رہے اور آج تک بند ہیں۔

چونکہ اس اجلاس میں کوئی آخری فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس لئے اجلاس کے ختم ہونے پر ایک مشترکہ اعلان جاری کیا گیا جس میں کہا گیا تھا۔ کہ دونوں نہروں کے سلسلے کو از سر نو جاری کر دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ فریقین اپنی قانونی پوزیشن کا جائزہ لینے کے بعد مستقل تصفیہ کے لئے مزید اجلاس منعقد کریں گے۔ نیز یہ کہ پاکستان نہری پانی کی قیمت ریزرو بنک آف انڈیا میں جمع کرا دے۔ جو ہندوستان کے وزیر اعظم مقرر کریں گے۔

پھر جولائی ۱۹۴۸ء میں لاہور میں اور اگست ۱۹۴۹ء میں دہلی میں اجلاس منعقد ہوئے۔ لیکن بجز اس کے اور کوئی تصفیہ نہ ہو سکا۔ کہ سنٹرل باری دوآب اور دیپالپور کے نہری سلسلے جاری رہیں گے۔ اور مزید اجلاس منعقد کئے جائیں گے۔ یہ اجلاس بڑی تاخیر سے ۱۹۵۰ء کے مارچ اور مئی کے مہینوں میں منعقد ہوئے۔ لیکن پھر بھی کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ صاف ظاہر تھا کہ ہندوستان جان بوجھ کر تاخیر و تعویق کے حیلے بہانے اختیار کئے ہوئے تھا۔ (باقی)

مصباح کو ضرورت ہے

(۱) آپ کے علمی مضامین کی۔
(۲) ادبی شہ پاروں کی۔
(۳) ٹھوس تاریخی واقعات کی۔
(۴) تربیتی اور نصیحت آموز مراسلات کی۔
(۵) شعراء کرام کے تازہ کلام کی۔

اور

آپ کے مفید مشوروں کی - مہربانی فرما کر اپنے رشحات قلم سے ادارہ مصباح کو مستفید فرماویں۔ اور اسکی خریداری کو وسیع کرنے میں تعاون فرماویں۔

(مدیرہ مصباح)

مسجد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

اندازہ خرچ تیرہ ہزار کے قریب ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کا گھر اخلاص اور ہمت سے بناتا ہے۔ اس کے لئے بڑی بشارتیں ہیں۔ اشد ضرورت ہے۔ احباب اور بہنیں توجہ فرماویں۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

جمہوریت کا اگر یہ مطلب ہے کہ نظم و ضبط اور امن و قانون کو سیاسی مقاصد کے تابع کر دیا جائے تو پھر خدا ہی حافظ ہے

ہر شخص اس بات پر متفق ہے کہ احرار ایک تخریبی طاقت کی حیثیت رکھتے تھے وہ قیام پاکستان کے مخالف تھے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

ہم بار بار محسوس کر چکے ہیں کہ جہاں تک لاہور کا تعلق ہے۔ اس کا معاملہ تو یہی ہے۔ "بہت سے باورچی ہانڈی خراب کر دیتے ہیں"۔ دوسرے اضلاع میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس صورت حال پر بحث کرتے ہیں۔ اور ایک طریق عمل تیار کر لیتے ہیں جس پر وہ مداخلت کے بغیر عمل کر سکتے ہیں۔ لاہور میں بہت سے اعلیٰ افسر ہوتے ہیں۔ جن سے مشورہ کرنا ہوتا ہے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے متعلق مسٹر دولتانہ اور ان کے افسروں نے جو کچھ کہا ہے۔ اس سے قطع نظر اگر کوئی مضبوط آدمی ہوتا۔ جو بر وقت امتناعی احکام جاری کر سکتا۔ مسجد وزیر خان کو منقطع کر دینے کا حکم دیتا۔ یا فائرنگ میں نرمی کے فیصلہ کو نظر انداز کر دیتا تو ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ اس کا آئندہ عہدہ کراچی میں خلفے اور فاؤنٹین پن کے کنٹرولر کا نہ ہوتا۔ لیکن آپ کو ایسے افسر کی ضرورت ہے جو ایک پستول لے کر ۴ مارچ کی شام کو تنہا مسجد وزیر خان جا سکتے۔ آپ کو ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ آپ ان میں آزادی کی پرورش کریں۔

لائلپور کی مثال

"بہت سے باورچیوں" کے معاملے میں آگے چل کر ہم یہ بتائیں گے۔ کہ لائلپور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ابن حسن نے تن تنہا اور انسپکٹر جنرل، ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری، وزیر اعلیٰ اور گورنر کی امداد کے بغیر کیا کیا تھا۔ لاہور کے مقابلہ میں یہ ایک چھوٹی جگہ ہے۔ لیکن مسجد وزیر خان سے اس کا رقبہ کچھ زیادہ ہی ہے۔ ۲ مارچ کو لاہور یا کراچی جانے والے رضاکاروں کے اعزاز میں جامع مسجد میں اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ لیکن ہم نے ان رضاکاروں کے متعلق کچھ نہیں سنا۔ پولیس نے انہیں سالار والا میں گرفتار کر لیا۔ ۳ مارچ کو سیالکوٹ میں فائرنگ کی خبر سے لوگ مشتعل ہو گئے۔ اور دفعہ ۱۴۴ فوراً نافذ کر دی گئی۔ ۳ مارچ کو پانچ ہزار افراد کا ایک جلوس ڈپٹی کمشنر کے مکان پر گیا۔ اور ان کے وہاں پہنچنے سے پہلے گرفتاریاں کی گئیں۔

۴ مارچ کو مکمل ہڑتال کی گئی۔ اور ایک جلوس دوبارہ ڈپٹی کمشنر کے مکان کی بجائے جیل کی طرف منتقل کر دیا۔ جلوس جارحانہ اور اشتعال انگیز تھا۔ لیکن یہ محسوس کر کے کہ پولیس ناکافی ہے انہوں نے اسے منتشر نہیں کیا پھر بھی انہوں نے ۲۵ افراد گرفتار کر لئے۔ انہوں نے ہوم سیکرٹری کو ٹیلیفون کیا۔ کہ امن و قانون کا احترام پیدا کرنے کے لئے فوج اور ایک ہوائی جہاز بھیج دیں۔ اور دونوں کسی تاخیر کے بغیر پہنچ گئے۔ ۵ مارچ کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کر کے جلوس نکالا گیا۔ اور ۱۵۵ افراد گرفتار کر لئے گئے۔ ۶ اور ۷ مارچ کو بھی جلوس نکالے گئے۔ اور گرفتاریاں کی گئیں۔ لیکن ۷ مارچ کو فضا کشیدہ ہو گئی۔ اور غنڈہ گردی کے واقعات پیش آئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اطلاع ملی۔ کہ تین ٹرینیں روک لی گئی ہیں مسافر کھینچ لئے گئے۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ اور انہیں لوٹ لیا گیا ہے۔ وہ خود گئے۔ اور انہوں نے مجمع کو منتشر ہونے کا حکم دیا گیا۔ لیکن لوگ منتشر نہیں ہوئے۔ اور انہوں نے لاٹھی چارج کا خطرہ مول نہیں لیا۔ جس سے ہمیشہ پولیس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انہوں نے گولی چلانے کا حکم دیا جس سے چار آدمی ہلاک اور پانچ زخمی ہوئے۔ انہوں نے ٹرینوں کے لئے مسلح محافظ فراہم کئے۔ تانگہ گاڑیوں کی آمد و رفت نہ رکے

۸ مارچ کو انہوں نے سنا کہ چنیوٹ بازار میں مکانوں کی چھتوں پر پتھر جمع کئے گئے ہیں تاکہ جلوس میں پولیس مداخلت کرے تو اس پر پھینکے جا سکیں۔ ساڑھے سات بجے صبح وہ ڈی۔ آئی۔ جی کی معیت میں چنیوٹ بازار گئے۔ جہاں انہیں ایک آمادہ فساد مجمع ملا۔ وہ دونوں واپس آ گئے۔ اور اپنے ساتھ فوج کا گشتی دستہ لائے اور مجمع کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ مجمع منتشر نہیں ہوا۔ تو انہوں نے گولی چلانے کا حکم دیا۔ تین افراد ہلاک ہوئے اور ایک زخمی

اس کے بعد اس کے سوا کچھ نہیں ہوا کہ ایک دن شام کو وزیر اعلیٰ نے ٹیلیفون کر کے انہیں ان کی سخت کارروائی پر مبارکباد دی۔

سیالکوٹ میں کم از کم دوبار صورت حال فوج کے سپرد کی گئی تھی۔ اور اس بات کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ کہ فوج اس پر اس حد تک کامل قبضہ کر لے گی کہ سول ذمہ داروں کو ان کی جگہ سے ہٹا دے گی اور نہ گشت ریزوں کا کوئی خطرہ تھا۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ اس کے متعلق کوئی تشویش کا اظہار نہیں کیا گیا کیونکہ گشت ریزوں کے بعد فائرنگ ضروری ہے اور آپ کو معلوم ہے۔ کہ ہر شہر کے نقشے میں اس طرح کی باتیں پیش آنی ضروری ہیں ہم ایک دوسری جگہ کہہ چکے ہیں۔ کہ صورت حال جب متقاضی ہوئی تو انہوں نے فوج کے سپرد کر کے دانشمندی سے کام لیا۔ مارشل لاء کے بعد جنرل اعظم نے صرف ایک بٹالین استعمال کی۔ جو چار سے چھ سو اشخاص پر مشتمل تھی۔ یہ بٹالین اندرون شہر میں استعمال کی گئی۔ جسے ۱۹۳۲ء سے اب تک کنٹرول نہیں کیا جا سکا تھا۔ جنرل اعظم نے شکایت کی۔ کہ مارشل لاء کے دوران سٹیل فوج کو محض دکھاوے یعنی گشت کیلئے استعمال کیا گیا جنرل اعظم نے کہا کہ اگر مجھے فائرنگ یا گرفتاریوں کے ذریعہ کرفیو آرڈر نافذ کرنے کے لئے کہا جاتا۔ تو یہ موثر اور مضبوط کارروائی کہلاتی۔ اس کے ساتھ ہی مسجد وزیر خان کے علاقہ کو جو بد امنی کا مرکز تھا اور سارے اندرون شہر کو نظر انداز کر دیا۔ اگر ہمیں مضبوطی کے ساتھ حالات پر قابو پانے کے لئے کہا جاتا۔ تو ہم سارے شہر میں چوکیاں قائم کر لیتے اور لوگوں کو اپنے مراکز سے نکلنے اور وہاں جانے کی اجازت نہ دیتے۔ اس وقت کے حالات میں فوج کے گشتی دستے جہاں بھی پہنچے۔ لوگ غائب ہو گئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ہم سے کہا ہے۔ کہ ۵ مارچ کی شام تک پولیس جو صورت حال سے نبٹنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ ناکام ہونے لگی۔ اور اس وقت یہ پولیس کا کام تھا۔ کہ وہ فوج کی خدمات حاصل کرتی۔ جب دریافت کیا گیا کہ انہوں نے ایسا حکم کیوں نہیں بنایا۔ تو انہوں نے ہم سے کہا۔ فوج بھی یہیں موجود تھی۔ اور پولیس بھی یہاں موجود تھی۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ فوج کو طلب کرے۔ جو پہلے ہی سے شہر میں موجود تھی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کہا۔ کہ یہ پولیس کے افسر اعلیٰ کا کام تھا۔ کہ اس سے کہے۔ کہ اسے کیسے کام کرنا چاہیئے۔ جب کوئی مجسٹریٹ موجود ہو اس وقت بھی یہ پولیس ہی کا کام ہے۔ کہ وہ فوج سے کارروائی کے لئے کہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۲۹ کا یہی مفہوم ہے۔

اس سے ہماری یہی مراد ہے۔ کہ اگر ایک بھی مضبوط آدمی ایسا ہوتا جو ایسے تمام مصالح نظر انداز کر سکتا۔ جو امن و امان سے غیر متعلق تھے۔ اور اس زبردست مواد سے فائدہ اٹھا سکتا۔ جو اس کے سامنے موجود تھا۔ تو حالات بالکل مختلف ہوتے۔

اور ہم ان الفاظ پر یہ بات ختم کرتے ہیں۔

خیر جذا در ستم و ستائم آرزو دست

اختتامیہ

یہاں پوری صورت کا جائزہ لینا مناسب ہے ہر شخص اس بات پر متفق ہے۔ کہ احرار ایک تخریبی طاقت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ قیام پاکستان کے مخالف تھے۔ اور مسٹر عبد الرب نشتر کا خیال ہے۔ کہ وہ اپنا وقار بحال کرنے میں کوشاں تھے۔ ۱۹۵۰ء میں اور دوبارہ ۱۹۵۲ء میں مسٹر انور علی نے جو اس وقت ڈی۔ آئی۔ جی سی۔ آئی۔ ڈی تھے یہ زور سفارش کی کہ احرار کو غیر قانونی قرار دے دیا جائے۔ مسٹر قربان علی خان نے نظر اندازی کے امکانی نتائج کے متعلق بہت سخت اور پیشگویانہ نوٹ لکھے کہ ایک لاقانونیت دوسری لاقانونیت کی موجب ہوتی ہے۔ ایک بے عملی سے دوسری بے عملی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جب کبھی کوئی کانفرنس ہوئی یا تو انہیں اپنی سخت رائے بدلنے پر آمادہ کر لیا گیا یا ان کے عہدے کا وقار ان کے احتجاج کی راہ میں حائل ہو گیا۔ اسی لئے مسٹر دولتانہ کہتے ہیں۔ کہ فائلوں میں ہمیں جو فیصلے ملتے ہیں۔ ان سے سبھی متفق تھے اور متعلقہ افسروں نے ان کی تردید نہیں کی ہے۔ اس لئے ہمیں یہ فیصلہ دینا چاہیئے۔ کہ ذمہ داری مشترک ہے۔ حالانکہ ہمارا احساس اس سے مختلف ہے۔ اس کے علاوہ احرار سے فائدہ اٹھانے کے افراد

جیسا اور احمدیوں سے اجنبیوں جیسا سلوک کیا گیا احرار سے ایسے بچے کا سلوک کیا گیا۔ جسے ایک اجنبی کو زدوکوب کرنے پر اس کا والد ڈراتا دھمکاتا تو ہے۔ لیکن بچہ یہ جانتے ہوئے کہ اسے سزا نہیں دی جائیگی۔ اجنبی کو دوبارہ زدوکوب کرتا ہے لیکن صرف الجھن میں پڑ کر اور اس خیال سے کہ اسے دوسرے لوگ دیکھ رہے ہیں۔ باپ اپنے لڑکے کو مارتا ضرور ہے لیکن نرمی کے ساتھ اور چونکہ مرکزی حکومت برابر تحقیقات کر رہی تھی اور سی آئی۔ ڈی کی فائلوں کا انبار لگتا جا رہا تھا۔ اس لئے ۲۵ مئی ۱۹۵۲ء کو ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور احرار اور احمدیوں کے تمام جلسوں کی ممانعت کر دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ ایک کافی اچھا فیصلہ تھا لیکن ۱۵ جولائی تک اس کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو گیا۔ امتناعی احکام کے باوجود جلوس نکالے گئے اجلاس ہونے دیئے گئے احرار کے سوا کوئی گرفتار نہیں کیا گیا۔ ممتاز احرار کے سوا کوئی احراری گرفتار کیا گیا۔ اور کسی ممتاز احراری کو بھی حکومت سے دریافت کئے بغیر اس صورت میں نہیں گرفتار کیا گیا کہ اس نے کسی ایسے جلسے میں تقریر کی کہ جو اس کی پارٹی نے طلب نہ کیا تھا۔

اور حکام ضلع نے اس میں ایک اور حکم کا اضافہ کر دیا۔ حکومت سے مشورہ نہ کیا جائے کیونکہ مشورہ لیا گیا۔ تو اس میں وقت صرف ہوگا کچھ بھی ہو حکومت کو سولہ تھانوں کی نگرانی کرنی ہوتی تھی استقبالئے اور مہاجر دار تھانے بنا دیئے گئے تھے۔ ہر معاملے پر ایک کانفرنس میں اسوقت غور کرنا ہوتا جب اسی قسم کی سات آٹھ مزید فائلیں مل جاتی تھیں۔ اس کے تین مہینے بعد آپ سنیں گے کہ عبداللہ اور نزاکت بہت معمولی آدمی ہیں۔ اور ان پر مقدمہ چلانے سے کوئی مفید مقصد حاصل نہیں ہوگا اور اگر مقدمہ چلانے کی منظوری دے بھی دی گئی تو تین مہینے کے بعد اس کی تعداد کی اہمیت گیارہ جائے گی۔

مرجولائی کے فیصلے اگرچہ اس وقت کئے گئے تھے جب مسٹر دولتانہ نتھیا گلی میں تھے لیکن ایسے آثار موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی روانگی سے پہلے مسٹر دولتانہ سے فیصلوں پر تبادلہ خیال کر لیا گیا تھا۔ ایک طرف تو افسروں سے اس بات پر زور دے کر کہا گیا تھا کہ یہ فیصلے احرار کو الگ تھلگ کرنے کے لئے کئے گئے ہیں لیکن دوسری طرف احرار کو اسمبلیات کی اجازت دے دی گئی ہے کہ ۱۳ جولائی کو ایک کنونشن منعقد کرکے تمام مسلم پارٹیوں کے ساتھ اتحاد عمل کر سکیں۔ اس ترکیب سے احرار نے عوام کے ایک بہت بڑے طبقے کی ہمدردیاں حاصل کر لیں جو احمدیوں کے مقابلے میں علماء کا احترام یقینی طور پر بہت زیادہ کرتے تھے

احرار نے جب دیکھا کہ ان کے جلسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اور بعض احرار پر مقدمہ چلایا گیا ہے۔ تو انہوں نے مفت میں آزادی حاصل کر لی۔ انہوں نے بیان دیا کہ انہوں نے پہلے کبھی تشدد کی تبلیغ نہیں کی اور نہ ان کا آئندہ ارادہ ہے کہ وہ تشدد کی تبلیغ کریں۔ لیکن حکومت کو معلوم تھا کہ انہوں نے تشدد کی تبلیغ کی ہے یا کم از کم ان کی تقریروں کا یہی نتیجہ ہوا تھا اور جانتے ہوئے انہوں نے اس بیان کو اس طرح قبول کر لیا گویا کہ وہ معافی نامہ تھا۔ صرف دو ہفتے قبل جب مسٹر انور علی نے انہیں معافی مانگ لینے کا مشورہ دیا تھا تو انہوں نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا تھا۔ حکومت کو معلوم تھا کہ مناسب معافی اس طرح حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس طرح اس سے ۲۴ فروری کو مولانا اختر علی خاں سے معافی حاصل کر لی تھی۔ جبکہ احرار کے معاملے میں ان کا ایک ایسا بیان جس سے ان کا وقار نہیں کم ہوتا تھا ایک بہت بڑے کارنامے کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا۔ اور انہیں تقریریں کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ وزیر خارجہ پر کیچڑ اچھالنے کی اجازت دے دی گئی۔ وزیر اعظم کی تزلیل کرنے کی اجازت دیدی گئی۔ اس تمام عرصے میں مسٹر دولتانہ کو ان کے افسر یاد دلا رہے تھے کہ احرار اپنے وعدے پر قائم نہیں ہیں لیکن خود انہوں نے بھی کسی کارروائی کی تجویز نہیں پیش کی یا تو ان کو احساس تھا کہ ان کے نوٹوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا یا وہ نوٹ لکھنے کے عادی ہو گئے تھے۔ جب بہت سی فائلیں جمع ہو گئیں۔ تو پالیسی متعین کرنے کے لئے ایک کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز پیش کی گئی اور ۴ دسمبر ۱۹۵۲ء کو فیصلہ کیا گیا۔ کہ عام قانون کا احترام کیا جائے۔ یہ ایک مذاق معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک حکومت پنجاب کو جس میں سول اور پولیس سکرٹریٹ بھی شامل ہے یہ نہیں معلوم تھا۔ کہ حکومت کو امن وامان قائم رکھنے کے سلسلے میں عام قانون کا احترام کرنا چاہیئے۔ لیکن اس وقت تک افسر بے حسی کی منزل پر پہنچ گئے تھے۔ جہاں عام قانون کی خلاف ورزی کی مناسب سزا محض تنبیہ تھی۔

مرکزی حکومت نے ستمبر ۱۹۵۱ء میں ایک خط جاری کیا جس میں پالیسی بیان کی گئی تھی۔ ایک اور خط جولائی ۱۹۵۲ء میں جاری کیا گیا۔ جس میں یہ بات واضح کر دی گئی تھی کہ جارحانہ فرقہ پرستی کی سختی سے سرکوبی کی جائے۔ لیکن صوبائی ذمہ داروں نے اپنے نوٹوں میں اس بات پر زور دیا کہ مطالبات کا فیصلہ مرکز ہی کر سکتا ہے۔ اور جب تک اس کے حق میں یا اس کے خلاف فیصلہ نہیں کر دیا جاتا۔ امن وامان کی صورت حال بہتر نہیں ہو سکتی۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ مرکز کسی حالت میں بھی مطالبات منظور نہیں کر سکتا۔ اور اس نے اگر کوئی فیصلہ کیا بھی تو مطالبات کو مسترد کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا لیکن انہوں نے اصرار کیا کہ فیصلہ ضرور کیا جائے۔ اور مرکز نے جس کی نمائندگی خواجہ ناظم الدین کر رہے تھے یہ کہا کہ وہ علانیہ طور پر مطالبات مسترد نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ ان کا یہ خیال تھا کہ اس کی وجہ سے علماء سے براہ راست تصادم ہوگا۔ اور وہ علماء کی طرف حد سے زیادہ مائل تھے۔

اگرچہ ہمارا خیال ہے کہ مطالبات کسی مذہبی سوال کو اٹھائے بغیر .... کو کوئی خطرہ پہنچائے بغیر اور عوام کے جذبات مجروح کئے بغیر .... مسترد کئے جا سکتے تھے۔ لیکن ہمارے خیال میں جہاں تک امن وامان کے سوال کا تعلق ہے۔ مطالبات کا جواب دینا ہرگز   نہیں تھا۔ محض امتناعی احکام کے نفاذ کے بعد صورت حال بہت بہتر ہو گئی تھی لیکن احرار یا علماء نے جولائی ۵۲ء کے بعد جو کچھ کہا یا کیا اسکو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے صورت حال کو خراب ہو جانے دیا گیا۔ اس کے برعکس عام جلسوں میں وزراء کے ان اقوال سے ان کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔

ڈائرکٹر تعلقات عامہ نے قطعی طور پر اخباروں کی حوصلہ افزائی کی تھی کہ وہ تحریک کو ہوا دیں اور ڈاکٹر قریشی کی طرح ہمارا بھی کچھ یہی خیال ہے کہ اخبار جو کچھ کر رہے تھے۔ اس سے مسٹر دولتانہ ناواقف نہیں رہ سکتے تھے۔ چار اردو روزناموں کو ان کاپیوں کے لئے خطیر رقمیں دی گئیں۔ جو شاید کبھی فراہم نہیں کی گئیں اور یہ کارروائی اس پرانی پالیسی کے مطابق کی گئی کہ حکومت کی حمایت کرنے والے اخباروں کی سرپرستی کی جائے اور یہی اخبار اگرچہ تحریک میں سب سے زیادہ سرگرمی سے حصہ لے رہے تھے۔ لیکن جولائی کے اوائل میں ان کے اقرار ناموں کی تجدید کی گئی۔ مسٹر دولتانہ کو بھی اس کا علم تھا دو لاکھ روپے کی ایک رقم جو اسمبلی نے ناخواندہ بالغوں کے لئے منظور کی تھی مسٹر دولتانہ کے حکم سے ان اخباروں کی خریداری کے لئے منتقل کی گئی۔ اور یہ سکیم صیغہ راز میں رکھی گئی ڈائرکٹر نے ہم سے کسی انفعال کے بغیر کہا کہ ان کی سکیم خواندگی کو فروغ دینا نہیں بلکہ یہ تھی کہ بعض قسم کے اخباروں کی مدد کی جائے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ زمیندار جولائی ۱۹۵۲ء کے بعد بھی نفرت پھیلا رہا تھا اور جب مسٹر قریشی نے مسٹر دولتانہ سے شکایت کی تب بھی اسے خدا کا اپنا ایجنٹ تصور کیا مسٹر دولتانہ کے خلاف اس وقت تک کارروائی ملتوی رکھی۔ جب تک اس کا التواء ناممکن نہیں ہو گیا۔ مختصراً مرکز نے سخت شکایت کی احرار کے سرکاری ترجمان آزاد کے متعلق مرکز نے صوبائی حکومت کو بار بار متوجہ کیا لیکن بار بار صرف تنبیہ پر اکتفا کی گئی۔

پنجاب کا محکمہ جنگلات صوبہ کے لوگوں میں پچیس لاکھ قلمیں مفت تقسیم کریگا

لاہور ۱۵ر جولائی:- پنجاب میں درخت کاری کا ہفتہ ۱۸ر جولائی سے شروع ہو رہا ہے۔ اس غرض کے لئے صوبائی محکمہ جنگلات پچیس لاکھ سے زیادہ قلمیں مفت تقسیم کرے گا۔ ناظم ہفتہ درخت کاری نے صوبہ کے لوگوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ درخت اگانے میں دلچسپی لیں۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ صوبہ کے صرف ۲، ۳ فیصد حصہ میں جنگلات ہیں حالانکہ متوازی معیشت کیلئے کم از کم ۲۰ فیصد حصہ میں جنگلات کی ضرورت ہے۔

مسٹر آئی۔ یو خان نئی دہلی روانہ ہوگئے

لاہور ۱۵ر جولائی: مسٹر آئی۔ یو خان فنانشل کمشنر صوبہ پنجاب آج موٹر کار کے ذریعہ نئی دہلی روانہ ہوگئے۔ وہ از شدگان کی بازیابی کے لئے ہندوستانی حکام سے بات چیت کریں گے۔ آپ کا قیام دہلی میں پانچ دن کا ہوگا۔

دریائے سندھ میں سٹیمر کی آمد و رفت!

لاہور ۱۵ر جولائی:- دریائے سندھ کے غازی گھاٹ پر جو سٹیمر ڈیرہ غازی خان کے راستے میں مسافروں اور سامان کو ایک طرف سے دوسری طرف پہنچاتا ہے اسی لئے اب آمد و رفت کی زیادتی کی وجہ سے روزانہ ایک کی بجائے دو پھیرے شروع کر دیئے ہیں سٹیمر میں گنجائش بھی بڑھا دی گئی ہے۔

وہاں تو ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس ان سے نپٹ سکتا تھا۔ آخر میں وہ چیز جسے انسانی ضمیر کا نام دیا جاتا ہے۔ رحم سے اس استفسار کا تقاضا کر رہی ہے۔ کہ ہمارے سیاسی ارتقاء کے موجودہ مرحلے پر نظم و ضبط اور امن و قانون کا مسئلہ اس جمہوری تنزل سے الگ نہیں کیا جا سکتا جسے کابینی حکومت کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جس کے سینہ پر کوئی سیاسی کابوس مسلط ہیں۔ لیکن جمہوریت کا اگر یہ مطلب ہے۔ کہ نظم و ضبط اور امن و قانون کو سیاسی مقاصد کے تابع کر دیا جائے۔ تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔ اور ہم اپنی رپورٹ انہیں الفاظ پر ختم کرتے ہیں۔

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت

(بقیہ صفحہ ۷)

مجلس عمل کے چیلنج کو دو حکومتوں میں سے ایک نے بھی سنجیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا خواجہ ناظم الدین کو آخر تک امید تھی۔ کہ کوئی خوشگوار صورت نکل آئے گی۔ اور صوبائی حکومت اس بات پر مطمئن معلوم ہوتی تھی۔ کہ تحریک کراچی میں شروع کی جائے گی۔ آخر میں جب الٹی میٹم مسترد کر دیا گیا۔ تو پوری صورت حال کو ایک پُرامن تماشہ سمجھ لیا گیا۔ جس میں تاریخ تماشبینوں کے لئے جلوس نکالے اور نعرے بلند کئے گئے۔ لاہور میں تقریباً ہر روز جلوس نکالے جاتے ہیں۔ اور کوئی شخص انہیں سنجیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ کانفرنسیں بہت سی ہوئیں۔ لیکن کارروائی بہت کم کی گئی۔ پولیس بھی وہیں موجود تھی۔ اور فوج بھی۔ ہر شخص صورت حال پر گہرے غور و فکر سے کام لے رہا تھا جیسا کہ ایک افسر نے کہا ہے۔ اور ہر شخص کو معلوم تھا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ ہر شخص کہتا تھا۔ کہ فوج بہت کچھ کر سکتی ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ایسا کیوں نہیں ہوا۔

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ اصحاف کہف تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا۔ دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے۔ اور چھٹا ان کا کتا تھا۔ ہر شخص اپنے قیاس کے مطابق کہتا ہے کیونکہ اس کا علم میرے خدا ہی کو ہے۔

اور ہمارا یقین واثق ہے۔ کہ اگر امرا کو اگر خالص امن و امان کا مسئلہ تصور کیا جاتا اور سیاسی مصالح کو درمیان میں نہ آنے دیا جاتا۔ تو ...

افغانستان اور پاکستان کے تعلقات خوشگوار ہوجائیں گے

کراچی ۱۵ر جولائی: ٹائمز آف کراچی کی اطلاع ہے۔ کہ پاکستان میں متعین افغانی سفیر سردار محمد عتیق خان رفیق اور افغانستان میں متعین پاکستانی سفیر کرنل اے۔ ایس۔ بی شاہ میں طویل مذاکرات اور ملاقاتیں ہوئی ہیں۔ جن کے نتیجہ میں افغانستان اور پاکستان کے تعلقات بالکل بدل جائیں گے۔ اس نامہ نگار نے لکھا ہے کہ یہ مذاکرات پاکستان کے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد کی موجودگی میں ایبٹ آباد میں ان کی قیام گاہ پر ہوئے ہیں۔ یہ مذاکرات انتہائی خوشگوار دوستانہ فضا میں ہوئے ہیں۔ اور امید ہے کہ دونوں ممالک میں جو خلیج حائل ہے۔ وہ جلد پُر ہو جائے گی۔

دہلی میں شراب کی کھپت دس گنی ہوگئی

دہلی ۱۵ر جولائی: بلحاظ ۱۹۱۰ء کے مقابلہ میں آج کل دہلی میں دیسی شراب دس گنی زیادہ استعمال ہو رہی ہے یعنی ۵۷۰۰۰ ۲ گیلن شراب استعمال ہو رہی ہے۔

اس امر کا انکشاف دہلی اسٹیٹ شراب بندی کے جلسہ میں ہوا۔

بھارت جنوبی ایشیا کے دفاعی منصوبہ میں شامل ہو جائے گا

واشنگٹن ۱۵ر جولائی: وزیر خارجہ آسٹریلیا مسٹر رچرڈ کیسی نے یہاں پر کہا۔ کہ جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع کے دو معاہدے تیار کئے جائیں۔ ان میں سے ایک معاہدہ پر ہندوستان دستخط کر دے گا۔ اب جاپان امن کے لئے خطرہ کا باعث نہیں رہا۔ اب تو امن کو بین الاقوامی کمیونزم سے خطرہ ہے۔

انہوں نے کہا۔ کہ جنوبی ایشیا کے دفاع کے لئے دو معاہدے ہونے چاہئیں۔ ایک معاہدہ غیر جارحانہ نوعیت کا ہونا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ اس معاہدہ پر مشرقی اور جنوب مشرقی ایشیا کے تمام ممالک دستخط کر دیں گے۔ اس معاہدہ سے متعاہد ممالک پر کسی قسم کی کوئی پابندی ..... عائد نہیں ہوگی۔ دوسرے معاہدہ میں اس امر کی ضمانت کی جائے گی۔ کہ کمیونسٹوں کی پیشقدمی کا اسلحہ سے مقابلہ کیا جائے گا۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں امید ظاہر کی۔ کہ ہندوستان اول الذکر دفاعی معاہدہ پر دستخط کر دے گا۔

حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کو دوبارہ سلامتی کونسل میں پیش کر رہی ہے۔

اس فیصلہ کا آئندہ چند دن میں اعلان کر دیا جائیگا

کراچی ۱۵ر جولائی:- باخبر حلقوں نے بتایا ہے کہ پاکستان نے کشمیر کے سوال کو دوبارہ مجلس تحفظ میں پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس فیصلہ کا چند دن میں اعلان کر دیا جائے گا۔ بتایا گیا ہے۔ کہ ہند اور پاکستان کے براہ راست مذاکرات ناکام رہے ہیں۔ اور اب یہ وقت آگیا ہے۔ کہ مجلس تحفظ اس مسئلہ پر کوئی اقدام کرے۔ جو سات سال سے اس علاقہ کے امن کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے۔

پیرس میں مسٹر ڈلس مینڈیز فرانس اور مسٹر ایڈن میں اہم مذاکرات

پیرس ۱۵ر جولائی: مسٹر ڈلس نے یہاں وارد ہو کر مینڈیز فرانس اور مسٹر ایڈن سے مغربی طاقتوں کے اتحاد کے موضوع پر گفتگو شروع کر دی۔ اس سے پہلے مسٹر ڈلس نے نامہ نگاروں کو بتایا تھا کہ میں جنوب مشرقی ایشیا میں اجتماعی تحفظ کے موضوع پر گفتگو کروں گا۔ میں ۱۲ر اپریل کو یہاں تین ماہ پیشتر جنوب مشرقی ایشیا کے اجتماعی تحفظ کے مسئلہ پر گفتگو کر چکا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ مجوزہ ادارہ کی بدولت فرانس ہند چینی میں آبرومندانہ صلح کر سکے گا۔ میں اب بھی یہی سمجھتا ہوں۔ واشنگٹن سے روانگی سے پہلے مسٹر ڈلس نے ایک بیان میں یہ توقع ظاہر کی تھی کہ پیرس کی مجوزہ کانفرنس کے نتیجہ میں تینوں طاقتیں متحدہ اقدام کر سکیں گی۔

ہندوستان "شتر مرغ" کی سی پالیسی اختیار کر رہا ہے

ادارہ اقوام متحدہ ۱۵ر جولائی:- امریکہ نے کل مجلس تولیت کے اجلاس میں اعلان کیا۔ کہ جب تک روس ایٹمی اور ہائیڈروجن بم کے تجربات کر رہا ہے۔ امریکہ بھی ان بموں کا تجربہ جاری رکھے گا۔

اس نے کہا کہ یہ تجربات بحرالکاہل ہی میں کئے جائیں گے ایسی کوئی اور جگہ امریکہ کے پاس نہیں جہاں یہ تجربات کئے جا سکیں اور اس سے کم نقصان ہو۔

انہوں نے کہا۔ کہ ہندوستانی وفد کو یہ اطلاع غلط ملی تھی کہ بم کے دھماکہ سے ایک جزیرہ ہوا میں اڑ گیا لہٰذا مندوب نے ہندوستانی وفد پر الزام لگایا۔ کہ اس نے شتر مرغ کی سی پالیسی کے تحت امریکہ سے ان تجربات کو بند کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

بھارت میں ۱۶ سال سے کم عمر کے بچے کیلئے تمباکو نوشی جرم قرار پائیگی

نئی دہلی ۱۵ر جولائی:- آج کے ایک غیر معمولی گزٹ میں ایک بل شائع کیا گیا ہے۔ جس کا مقصد سولہ سال سے کم عمر کے بچوں کو تمباکو نوشی سے روکنا ہے۔ بل میں ان لوگوں کے لئے سزا رکھی گئی ہے۔ جو چھوٹے بچوں کے ہاتھ تمباکو فروخت کریں گے۔ جو شخص کسی بچہ کے ہاتھ بیڑی تمباکو فروخت کرے گا مجسٹریٹ کی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ دائر ہو سکے گا۔ پہلے جرم میں دس روپیہ تک جرمانہ ہو سکے گا۔ دوسری بار بیس روپیہ تک۔ اور تیسری بار یا اس کے بعد جرم کرنے پر پچاس روپے تک جرمانہ ہو سکے گا۔ پولیس کو اختیار حاصل ہوگا۔ کہ اگر وہ کسی بچہ کے پاس بیڑی تمباکو یا سگریٹ دیکھے۔ تو اس پر قبضہ کر لے۔